OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:2, Issue: 2,July-Dec 2021
DOI:10.51665/al-duhaa.002.02.0078, PP: 01-14

سامی مذاہب کے ماخذ اصلیہ کی روشنی میں عورت کی گواہی کی مشروعیت کا تحقیقی و تقابلی مطالعہ

A scholastical comparison of the women witness in the light of original texts of Semitic religions

Published: 25-09-2021
Accepted: 26-08-2021
Received: 25-07-2021

Ali Said
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies Abdul Wali Khan University Mardan.
Email: alimashwani34@gmail.com

Dr. Muhammad Naeem
Assistant Professor, Department of Islamic studies, Abdul Wali Khan University Mardan
Email: drnaeem@awkum.edu.pk

Abstract

This research has carried out to elaborate a comparative study regarding the permissibility of women witnesses in the original sources of the captioned Divine Religions, its authenticity, and use in various transactions. Judiciary is the milestone of peace alive in society while the witness is the backbone of every judicial system. Without witnesses never justice could be done nor can any right be proved or protected in the court of law. This article has defined evidence, Judaism, Christianity, and Islam respectively. Then permissibility, strength, originality, and qualifications of women witnesses in the original texts of these religions thoroughly. In the end the status of witness in those matters which are related to them comparatively. The social and legal status of women in cited religions is admissible but still, some critics mistrust that either her evidence is half to men or they have less status, low or no value regarding evidence in the court of law. So it is an esteem need of the day to understand the permissibility of the women's witnesses in the light of original texts and to avoid misdeems over it. What would be the weightage of her witness in various transactions related to them? Inductive and qualitative methods have been adopted. Access to original sources of the three religions has been acquired, data collected, scrutinized, elaborated and trinal compared. The women's witness plays a pivotal role in all evidential proceedings. It is unanimously admissible in women-related matters. It has been proved from original sources of trinal religion like Torah, Gospel, and the Holy Qurān. A witness is a person who testifies what he has seen of a matter or an event.

Keyword: *Witness, Divine Religions, Permissibility, evidence, scholastically, Transactions, Testify, qualification, Comparison.*

تعارف

دنیا میں اللہ تعالی نے انسانوں کو باہم مربوط کرکے ایک دوسرے کی ضرورت بنایا ہے اکثر اوقات بعض دینی اور دنیاوی

امور میں ایسی صورتوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے جن میں کوئی بھی اگر دوسرے پر اپنے حق کا دعویٰ کرتا ہے تو تنہا اس کے اقرار، دعوے یا بیان کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا۔اس لیے نہیں کہ وہ نا قابل اعتبار ہے بلکہ اس لیے کہ محض دعوے اور بیان کی رُو سے کسی شخص کا اگر دوسرے پر حق ثابت ہو جائے تو دنیا سے امن اٹھ جاتا ہے اور لوگوں کا جینا دو بھر ہو جاتا ہے۔لہٰذا اپنے کسی حق کو ثابت کرنے کے لئے حاکم کی مجلس میں ایسے اشخاص کو پیش کرنا لازمی ہے جو مدعی کے دعوے کی تصدیق کریں اور اسی تصدیق کو شہادت یا گواہی کہا جاتا ہے۔زیر نظر آرٹیکل مذاہب ثلاثہ میں عورت کی شہادت کی مشروعیت ماخذ اصلیہ کے روشنی میں تحقیقی و تقابلی مطالعہ پیش کرتا ہے۔

اہمیت موضوع

یہ موضوع انتہائی اہمیت کا حامل ہے جس کا فائدہ اہل علم سمیت قانون سے وابستہ افراد کو بھی ملے گا۔اس تحقیقی مقالہ کے نتیجے میں یہ واضح ہو جائے گا کہ معاصر یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے ماخذ اصلیہ میں عورت کی گواہی کی حیثیت کیا ہے ؟اسی طرح عورت کی حیثیت اور اس کے حقوق معلوم ہو کر اسلام کے متعلق پائے جانے والے شبہات کا ازالہ ہوسکے گا۔ عورت کی گواہی کے بارے میں مذاہب ثلاثہ کی تعلیمات سے واقفیت حاصل ہوسکے گی جبکہ اسلام کی بالادستی و جامعیت معلوم ہو جائیگی۔ جہاں کہیں مستشرقین نے شبہات کا اظہار کیا ہے اس کا ازالہ ہوسکے گا۔ علیٰ ہذا تینوں مذاہب میں عورت کی شہادتی حیثیت واضح ہونے پر تحفظ دیا جائیگا۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

عورت کی شہادت کے بارے میں ان جہتوں سے کام ہوا ہے ۔شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کی سکالر آمنہ جمیل نے ڈاکٹر محمد اکرم رانا کی نگرانی میں " عورت کی گواہی کا مسئلہ " کے عنوان سے مقالہ تحریر کیا ہے۔اس طرح " حدود و قصاص میں عورت کی گواہی وضعی قانون اور شریعت اسلامی کی روشنی میں "کے عنوان سے زینب امین نے ڈاکٹر ضیاء الحق کی نگرانی میں شعبہ علوم اسلامیہ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز سے مقالہ مکمل کرکے ایم فل کی ڈگری حاصل کی ہے۔ محققہ دل شاد بیگم نے ڈاکٹر محمد یوسف شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی زیر نگرانی " عورت اور اس کی شہادت کے مسئلہ تنفیذ میں فقہاء کا نقطۂ نظر اور معاصرانہ مباحث "کے عنوان سے تحقیق مکمل کی ہے۔

سکالر طاہرہ یاسمین نے ،زیر نگرانی ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، شعبہ علوم اسلامیہ گومل یونیورسٹی " اسلامی قانون شہادت میں عورت کا مقام " پر تحقیقی کام مکمل کیا ہے۔ان سب تحقیقی کاموں میں قدر مشترک یہ ہے کہ عورت کی گواہی کا مسئلہ صرف اسلامی قانون کے تناظر میں واضح کیا گیا ہے جبکہ باقی دو مذاہب میں عورت کو گواہی کی مشروعیت اور باہمی تقابل کے حوالے سے تحقیقی کام نہ ہونے کے برابر ہے۔لہٰذا یہ کام ایک نیا علمی اضافہ ثابت ہوگا۔

موضوع کے بنیادی سوال

عورت کی شخصی، سماجی اور قانونی حیثیت اگرچہ مذاہب ثلاثہ میں مسلّم اور واضح کی گئی ہے۔تاہم بعض مستشرقین یہ شبہات پیدا کرتے ہیں کہ اسلام نے عورت کی گواہی کو آدھا قرار دے کر ناانصافی کی ہے کیونکہ ماخذ اصلیہ میں عورت کی شہادت مرد کے برابر نہیں ہے۔اسی طرح بعض دیگر کا خیال ہے کہ یہودیت اور عیسائیت نے عورت کو کم تر سمجھ کر حق شہادت نہیں دیا اور نہ ماخذ اصلیہ میں عورت کی گواہی کا کہیں ذکر ہے ان کے درمیان یہ مسئلہ مختلف فیہ رہا ہے۔جس سے تحقیق کے طالب علم کے شبہات بڑھنے کا خدشہ ہے ۔لہٰذا مذاہب ثلاثہ میں موجود عورت کی گواہی کے متعلق مصادر اصلیہ سے ضابطہ سمجھنا لازمی ہے تاکہ اس پر پائے جانے والا شبہات کا ازالہ کرنا ممکن ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ مصادر اصلیہ متعلق بشہادۃ النساء کہاں کہاں

واقع ہیں اور کن کن امور میں اتفاق اور اختلاف رہا ہے ؟

یہودیت کا تعارف: یہودیت ادیان سماویہ میں قدیم ترین اور دنیا کے بڑے مذاہب میں سے ایک ہے۔جس کی نسبت حضرت موسیؑ کی طرف کی جاتی ہے اور ان کے تابعین بنی اسرائیل یا قوم موسیؑ کہلاتے ہیں۔ یہود کی وجہ تسمیہ عہد نامہ قدیم کے مطابق حضرت یعقوبؑ کی اولاد ہونے کے ناطے اسرئیل ہے کیونکہ حضرت یعقوبؑ کا لقب اسرائیل تھا اس لیے یہود کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے یعنی اسرائیل کی اولاد۔ یہ لفظ عبرانی زبان کا مرکب ہے جس میں "اسرا" کے معنی عبد (بندہ) اور" ایل" کے معنی "اللہ" ہے تو دونوں کو ملا کر اسرائیل یعنی اللہ کا بندہ یعقوبؑ مراد ہے[1]۔

یہودیت میں عورت کی حیثیت: قدیم یہودیت میں عورت جائیداد منقولہ سمجھی جاتی تھی۔ جیسے عبرانی میں "بصولہ" یعنی منقولہ جائیداد کہا جاتا تھا جبکہ خاوند کو مالک و آقا کہا جاتا تھا۔ قدامت پسند یہودیوں نے ہمیشہ عورتوں کو مردوں کا محکوم بنایا تھا۔ کتاب استثناء میں لکھا ہے کہ "اگر کوئی آدمی کسی باکرہ لڑکی کو پائے جو بیاہی ہوئی نہیں اور وہ جبراً اس سے ہم بستری کرے اور دونوں پکڑے جاویں تو ہم بستری کرنے والا مرد اس لڑکی کے باپ کو پچاس مثقال چاندی دے کر رسوا ہونے کے بدلے اس لڑکی سے شادی کریگا اور وہ زندگی بھر طلاق نہ دے سکے گا"[2]۔

موسوی شریعت میں عورتوں کو نکاح کے وقت حق مہر دیا جاتا ہے جبکہ ایک سے زیادہ بیویاں کرنا بھی جائز اور معمول بہ ہے۔ عورت کو طلاق دینے کی بھی گنجائش موجود ہے۔ بائبل کے کتاب استثناء کے مطابق "اگر کوئی مرد کسی عورت سے بیاہ کرے اور وہ اس کا شوہر بن جائے اور بعد ازاں کسی عیب کے باعث اس سے نفرت کرے اور مرد کی نظر میں عزیز نہ رہے یا اس سے کوئی ناپاک بات ظاہر ہو جو اسے پسند نہ ہو تو وہ اس کو تحریری طلاق دے کر اپنے گھر سے نکال دے"[3]۔

یہودیت میں گواہی کی مشروعیت و توضیح: چونکہ یہودی مذہب کی اپنی ایک جامع شریعت ہے جس میں حقوق اللہ و حقوق العباد دونوں کو بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔یعنی عبادات، معاملات اور حتیٰ کہ اخلاقیات کے لئے بھی اصول و قوانین وضع کئے گئے ہیں۔دیگر تمام احکام کی طرح گواہی کا قضیہ بھی تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔لفظ گواہی اور اس کی مشروعیت کو یہودیت کے بنیادی مآخذ میں ذکر کیا گیا ہے۔یہودی شریعت کی بنیادی مآخذ توریت (اسفار خمسہ) ہیں۔اس میں لفظ گواہی کا جابجا استعمال کیا گیا ہے[4]۔

یہودیت کی بنیادی ماخذ جیسے کتاب پیدائش، احبار، عدد، لاوئین، تثنیہ شرع اور عہد نامہ قدیم کے بعد یہودیوں کی سب سے مقدس کتاب تالمود میں گواہ اور گواہی کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے[5]۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ گواہی یہودیت کے اصلی اور قدیم مصادر میں ذکر ہوا ہے اور گواہی کا عمل یہودیت میں جائز و مشروع ہے۔بوقت ضرورت گواہی دینا لازم ہے۔

گواہوں کے تعداد: شریعت موسوی میں کسی بھی مقدمہ کے حل اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے دو گواہوں کی گواہی لازم ہے۔ مقدمے میں گواہوں کی بہت باریک بینی سے جانچ پڑتال کی جاتی ہے اور اگر ان کا مقدمے میں کوئی شخصی مفاد ہو تو انہیں نااہل قرار دیا جاتا ہے۔ کسی مقدمے میں کسی ایک شخص کی گواہی کافی نہیں، بلکہ دو یا تین گواہوں کی گواہی پر سزا کا حکم سنایا جاتا ہے۔

عہد نامہ قدیم کی کتاب گنتی (عدد) میں ہے "اگر کوئی شخص کسی کو قتل کرے تو گواہوں کی گواہی سے قاتل کو قتل کیا جائے۔ پر اگر ایک ہی گواہ ہو تو اس کی گواہی سے کوئی نہ مارا جائے"[6]۔

عہد نامہ عتیق کی کتاب تثنیہ شرع میں ہے کہ "کسی شخص کے خلاف اس کے کسی گناہ کے بارے میں جس کا اس نے ارتکاب کیا ہو فقط ایک گواہ بس نہیں بلکہ دو یا تین گواہوں کے کہنے سے بات ثابت ہو گی"[7]۔

گواہوں کی اہلیت: یہودیت میں گواہوں کی وہ اہلیت اور لوازمات وہی ہیں جو تقریبا سارے سامی مذاہب میں ہیں۔ جن میں سے سب سے بنیادی مندرجہ ذیل ہیں:

چشم دیدنی: ان میں سب سے اہم چشم دیدنی ہو نا ہے۔ تالمود میں ہے کہ " شاید تم افواہ سن کر بولنے کا ارادہ رکھتے ہو یا کسی دوسرے گواہ کے گواہ بنے ہو یا کسی قابل اعتبار شخص سے سن کر گواہی دینا چاہتے ہو۔ لیکن شائد تم اس سے آگاہ نہیں ہو کہ ہم تم سے بڑی گہری چھان بین کرنے کی کوشش کریں گے "[8]

غیر جانبدار ہو: گواہ غیر جانبدار اور تعصب سے خالی ہو گا۔ اس کی کوئی ذاتی دلچسپی نہیں ہو گی بصورت دیگر اس کی گواہی نا قابل قبول ہو گی۔

گواہی کو نہ چھپانا: یہودی قوانین کی رو سے شہادت یا گواہی دینے میں انتہائی غیر جانبداری سے کام لیا جائیگا۔ توریت میں ہے " تو جھوٹی خبر نہ پھیلانا اور سست گواہ بننے کے لئے شریروں کا ساتھ نہ دینا۔ گناہ کرنے کے واسطے کسی بھیڑ کی پیروی نہ کرنا اور نہ کسی معاملہ میں انصاف کا جنازہ نکالنے کے لئے بھیڑ کا منہ دیکھ کر کچھ کہنا اور نہ مقدمہ میں کنگال کی طرفداری کرنا "[9]

اسی طرح تالمود میں ہے " الہامی کتب کی باتوں کو یاد رکھ کر اگر کسی گواہ نے دیکھا ہے یا جانا ہے وہ اس کی گواہی نہ دے تو وہ اپنا گناہ خود برداشت کرے گا اور یہ یاد رکھ کہ شریروں کی بربادی میں خوشی ہے "[10]

جھوٹی گواہی: یہودیت میں جھوٹی گواہی پر سخت وعید بیان کی گئی ہے۔ عہد نامہ عتیق کی کتاب استثناء اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے بیان کرتی ہے۔ جھوٹے گواہ پر کاہنوں اور قاضیوں کے سامنے مقدمہ چلایا جائے گا اور انہیں اسی جرم کی سزا دی جائے جس کا مدعا علیہ پر الزام لگایا جاتا تھا۔ مثلاً آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت "[11]۔

یہودیت میں عورت کی گواہی کا قضیہ: عصر حاضر میں یہودیت کو تین بڑے گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ قدامت پسند، رجعت پسند اور اصلاح پسند۔ قدامت پسند گروپ عورت کو بالکل کوئی اہمیت نہیں دیتا بلکہ عوامی مقامات یا اجتماعات پر ان کی موجودگی جرم سمجھتا ہے۔ جبکہ رجعت پسند اور جدت پسند یا اصلاح پسند یہود عورت کو معاشرتی اور سماجی معاملات میں دخل دیتے ہیں۔ وہ عورت کو ہر شعبۂ زندگی میں مرد کے برابر حیثیت دینے کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک عورت بشمول تمام دیگر حقوق، حق الشادۃ بھی رکھتی ہے۔ اصلاح پسند فرقہ معاملات میں عورت کی گواہی مرد کے برابر تسلیم کرتا ہے۔ مثلاً نکاح یا شادی، طلاق وغیرہ۔

اصلاح پسند یہودیوں کا استدلال ہے کہ لفظ آدمی، شخص، یا انسان میں مرد و عورت دونوں شامل ہیں۔ جیساکہ تالمود میں ہے " وہ کچھ وجوہ کی بنا پر گناہ کرنے کے ارادے سے باز رہتا ہے اور اپنی اس بدی سے سچی توبہ کرتا ہے اس کے بارے میں زبور نویس کہتا ہے کہ برکت والا ہے وہ آدمی جو خداوند سے ڈرتا ہے، کیا صرف آدمی، عورت نہیں ؟۔" ہاں سب انسان لفظ آدمی، مضبوطی کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ بلکہ وہ جو اپنی جوانی میں توبہ کرتا ہے "[12]۔

یہاں اس عبارت سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ لفظ آدمی میں مرد و زن دونوں شامل ہیں۔ تو جہاں کہیں لفظ آدمی سے مرد کے لئے کوئی خاص حکم ہو یا مرد کو گواہی دینے کا حق دیا گیا ہے تو عین اُس میں عورت بھی شامل ہے۔ لہٰذا معاصر یہودیت میں عورت ہر معاملہ کی طرح گواہی دینے میں بھی مرد کے برابر ہے۔ معاصر یہود نے استدلال عہد نامہ قدیم کی کتاب عدد اور تثنیہ شرع سے پیش کیا ہے۔

عیسائیت کا تعارف:

عیسائیت کو مذاہب عالم میں ایک کلیدی اور بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ عیسائی یہودیوں جیسے اہل کتاب اور الہامی مذہب

والے ہیں۔ دنیا میں ایک بہت بڑی جماعت اپنی عقیدت کا مرکز عیسائیت سمجھتی ہے لہٰذا یہ پیروکاروں کے لحاظ سے دنیا کے بڑے مذاہب میں اول نمبر پر ہے۔ اس مذہب کا ایک خاصا یہ ہے کہ یہ مذہب تبلیغی ہے اور جس مذہب کی تبلیغ مشن جاری ہو تو اس سے اس مذہب والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے لہٰذا اب موجودہ تناسب سے کل دنیاوی آبادی میں 32 سے 33٪ فی صد لوگ عیسائیت کے پیروکار ہیں۔ ایک لحاظ سے یہ تعداد دو ارب کے لگ بھگ آبادی شمار کی جاتی ہے۔

دنیا کے ہر ملک میں تقریباً اس مذہب کے پیروکار پائے جاتے ہیں۔ یہ مذہب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس دنیا سے جانے کے بعد شروع ہوا چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہودی زمانہ میں پیدا ہوئے تھے اس لئے ان کو یہودی مذہب سے کافی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا جو کہ تاریخ کا حصہ ہے۔ عیسائیت مختلف نظریات اور عقائد کا مجموعہ ہے اس لئے اس مذہب کی ایک مسلّم اور متفق تعریف نہیں کی جاسکتی۔ ماہرین مذاہب نے اس کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔ مثلاً:

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں عیسائیت کی تعریف کچھ اس طرح کی گئی ہے۔" عیسائیت وہ مذہب ہے جو اپنی اصلیت کو ناصرہ کے باشندے یسوع کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور اسے خدا کا منتخب (مسیح) مانتا ہے۔"[13]

جبکہ انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ اتھیکس کے مطابق عیسائیت وہ اخلاقی، کائناتی، موحدانہ اور کفارے پر ایمان رکھنے والا مذہب ہے جس میں خدا اور انسان کے تعلق کو خداوند یسوع مسیح کی شخصیت اور کردار کے ذریعہ پختہ کر دیا گیا ہے۔[14]

عیسائیوں کا خیال ہے کہ ان کے مذہب کی بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ اسلام نے رکھی ہے۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس مذہب کی تعلیم دی تھی وہ ان کے بعد کچھ ہی عرصہ میں ختم ہو گیا۔ اور اس کی جگہ ایک ایسے مذہب نے لے لی جس کی تعلیمات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اقوال اور ارشادات کے بالکل خلاف تھیں اور یہی نیا مذہب ارتقا کے مختلف مراحل سے گزرتا ہوا آج عیسائیت کی موجودہ شکل میں ہمارے سامنے ہے۔

یہودیوں کی طرح عیسائیوں کی مذہبی کتاب بھی بائبل ہے۔ کتاب مقدس یا بائبل دو کتابوں کا مجموعہ ہے پہلی کتاب جو عہد نامہ قدیم، عہد عتیق یا پرانا عہد نامہ، انگریزی میں "Old Testament" کے نام سے مشہور ہے۔ دوم کتاب نیا عہد نامہ یا عہد نامہ جدید "New Testament" کے نام سے مشہور ہے۔

عیسائیوں کی مابین لاکھوں اختلافات کے باوجود عہد نامہ جدید ایک متفقہ مستند کتاب و حجت تسلیم کی جاتی ہے۔ عہد نامہ جدید انجیل متی سے شروع ہو کر مکاشفہ تک ہے۔ جو کل ستائیس کتابوں پر مشتمل ہے۔ جس میں مشہور چار اناجیل؛ متّی، مرقس، لوقا اور یوحنا کے بعد رسولوں کے اعمال، مشہور پولس کے چودہ خطوط اور اسی کے ساتھ عام خطوط آٹھ ہیں، اور آخر میں یوحنا کے نام منسوب مکاشفہ شامل ہے[15]۔

عیسائیت میں گواہی کی مشروعیت و توضیح: گواہی کے لئے یونانی زبان میں لفظ مارٹیس اور اس سے مصدر و مشتق الفاظ عہد نامہ جدید میں چونتیس بار استعمال کئے گئے ہیں جن میں تیرہ بار رسولوں کے اعمال میں اور باقی اکیس مرتبہ عہد نامہ جدید کی دیگر چھبیس کتابوں میں آیا ہے۔ گواہی کی اصطلاح عدالتی، درباری، قانونی اور شرعی سیاق و سباق سے جنم لیتی ہے۔ اس کا مختصر مطلب یہ ہے کہ وہ شخص جس نے واقعہ کے متعلق سنا ہو، دیکھا ہو تو وہ اس کے بارے میں گفتگو کر سکتا ہے۔ اس واقعہ کی حقیقت پر تصدیق کر سکتا ہے اور گواہی دے سکتا ہے۔ یہ عمل عموماً عدالت میں منصف یا جج کے سامنے عوام کی موجودگی میں ہوتا ہے۔ گواہی کسی شخصیت یا واقعے کے خلاف یا حق میں ہو سکتی ہے۔ گواہ حق اور سچائی کی تصدیق کرنے یا جھوٹ کی تردید کرنے اور غلط اقرار دینے کے لئے حاضر ہو جاتا ہے[16]۔

گواہی کا حکم: مقدس لوقا کی تصانیف میں رسولوں اور ابتدائی مسیحی برادری کی گواہی یسوع کی زندگی اور موت اور مُردوں

میں سے زندہ ہونے کے واقعات کے چشم دید گواہ ہونے پر منحصر ہے۔ رسولوں نے نہ صرف اپنی آنکھوں سے دیکھا بلکہ انہیں گواہ بننے اور گواہی دینے کا حکم ملا تھا کہ وہ تمام قوموں کے سامنے یسوع کی زندگی موت قیامت اور صعود کے گواہ اور شاہد بنیں اور یسوع کا رسول بننے اور پیروکار ہونے کے لئے یہ لازم اور بنیادی شرط ہے۔ اعمال میں ہے" لیکن جب روح القدس تم پر نازل ہو گی تو آپ کو طاقت ملے گی اور یروشلم اور سارے یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی آخری حد تک میرے گواہ ہونگے "[17]۔

گواہ کی اہلیت: عیسائیت میں گواہ بننے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط یا اہلیت ہونا چاہئیے:

1: **چشم دید ہونا:** گواہ بننے کے لئے لازم ہے کہ وہ ان تمام حالات و واقعات کا چشم دید ہو جن کی وہ گواہی دینا چاہتا ہے۔

2: **گواہوں کی تعداد ایک نہ ہو بلکہ دو یا تین ہو:** عیسائی قوانین کی رُو سے ایک شخص کی گواہی پر کسی کو جزا یا سزا نہ ہو گی۔ ارشاد ہے "اگر کوئی کسی کو قتل کرے تو گواہوں کی گواہی سے قاتل مار ڈالا جائے پر ایک ہی گواہ ہو تو اس کی گواہی سے کوئی مارا نہ جائے"[18]

> اسی طرح استثنا میں ہے "جو کوئی قتل کیا جائے وہ دو یا تین گواہوں کے بیان سے قتل کیا جائے۔ ایک گواہ کے بیان سے وہ قتل نہ کیا جائے"[19]

3: **گواہ بالغ ہو۔** کم عمر کی گواہی قابل قبول نہیں ہے۔

4: **گونگا نہ ہو:** کیونکہ گونگا گواہ پھر گواہی نہیں دے سکتا۔

5: **نابینا نہ ہو:** اگر گواہی کا تعلق دیکھنے سے ہو تو گواہ بھی بینا ہونا چاہیئے۔

6: **گواہ بہرہ نہ ہو:** کیونکہ بہرہ کو سننے اور سمجھنے میں مشکل ہوتی ہے۔

7: **بہت زیادہ عمر رسیدہ نہ ہو:** کہ اس کو گواہی سمجھنے میں مشکل درپیش ہو۔

8: **سچا ہو:** گواہی میں سب سے اہم چیز سچائی بھی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ جھوٹی گواہی کے لئے شریر کا ساتھی نہ بننا۔ بدی کرنے کے لئے انبوہ کی پیروی نہ کرنا اور نہ کسی مقدمہ میں راستی بگاڑنے کے لئے لوگوں کی کثرت کی طرف داری کرکے گواہی بدل دینا وغیرہ"

9: **شخصی مفاد وابستہ نہ ہو:** مقدمہ میں گواہوں کی جانچ پڑتال بڑی باریک بینی سے کی جائے اور اگر ان کے کسی مقدمے میں کسی کو شخصی مفاد ہو تو اس کو مذکورہ گواہی سے نااہل قرار دیا جاتا ہے۔

عیسائیت میں عورت کی گواہی کا قضیہ:

عیسائیت کا بنیادی انحصار شرعی معاملات میں یہودی شریعت پر ہے اور اس کا ثبوت عہد نامہ جدید کی کتاب مقدس متی کی باب پانچ آیت نمبر 17 اکمال شریعت میں ہے" یہ خیال مت کرو کہ میں تورات یا صحائف انبیاء کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پورا کرنے کو آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں شریعت کا ایک نقطہ یا ایک شوشہ ہر گز نہ ٹلے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے "[20]۔

عورت کی گواہی کا قضیہ عیسائیت میں قدیم یہودیت کے بالعکس ہے۔ عیسائیت کی قدیم مذہبی کتابیں اور مآخذ اصلیہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ عیسائیت ابتدا ہی سے عورت کو گواہی کی معاملے میں مرد کے برابر بلکہ مرد سے زیادہ حیثیت اور وقعت دیتا ہے۔ عورت کو قابل اعتماد سمجھتا ہے۔ سب سے اہم واقعہ یسوع مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی اطلاع عورت نے دی تھی۔ یہ بات بھی عورت کے لئے قابل اعزاز ہے کہ وہ اکیلی تھی[21]۔

یہ ایک بہت بڑا واقعہ ہے جس میں بلا چون وچرا اس عورت کی گواہی تسلیم کی گئی ہے۔ عیسائیوں کا مضبوط عقیدہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو صلیب پر چڑھا یا گیا ہے۔وہ بلا شبہ یہ کہتے ہیں کہ یسوع حقیقت میں مرا۔اور اس کا بڑا ثبوت اس کی مصلوبیت کی وہ نوعیت ہے جس سے سب واقف تھے۔ جیسا کہ یسوع کو گرفتار کیا گیا اور ایک بڑی عدالتی کاروائی میں ان کو موت کے حوالہ کر دیا گیا۔ مقدس یوحنا میں ہے۔

اگر کوئی عورت جانور سے جماع کرے تو اس کی بھی یہی سزا ہو گی۔اسی طرح احبار میں ہے، "اگر کوئی عورت کسی جانور کے پاس جا کر ہم صحبت ہو جائے تو اس عورت اور جانور دونوں کو قتل کر کے مار ڈالنا"[22]۔

خروج میں بھی ہے "کہ جو کسی جانور سے جماع کرے وہ لازمی مارا جائے"[23]۔

لفظ شخص میں مرد و عورت دونوں شامل ہیں تو اس پر بھی تالمود سے دلیل ہے کہ "یہ شخص پھانسی دینے کے لئے لے جایا جارہا ہے۔ یہ اس کا جرم ہے۔ یہ اس کے خلاف گواہیاں ہیں اگر کوئی اس کے حق میں کچھ جانتا ہے تو آگے آئے اور اس کے بارے میں بتائے"[24]

کرسچن عائلی قوانین کی مطابق اگر کسی جوڑے کی شادی دو قابل اعتماد گواہوں کی عدم موجودگی میں کرائی گئی تو وہ قابل تعزیر جرم ہو گا۔اس ایکٹ میں بھی محض اشخاص لکھے گئے ہیں۔اس میں مرد و عورت کی کوئی جنسی تفریق نہیں کی گئی جس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ شخص مرد وزن یا گواہ میں مرد و عورت دونوں شامل ہیں۔ جیسا کہ برٹش کنن لاء میں ہے"

"Solemnizing marriage out of proper time or without Witnesses", whoever knowingly and willfully solemnize a marriage between persons one or both of whom is or are a Christian or Christians at any time in the absence of at least two credible witnesses other than the person solemnizing the marriage shall be punished with imprisonment for a term which may extend to three years and shall also be liable to fine"[25].

یہ اس بات پر دلیل ہے کہ عیسائیت میں عورت کی گواہی جائز ہے۔

اسلام کا تعارف:

اسلام کا لغوی معنی ہے: سلامتی، گردن نہاد ہونا، سر جھکانا، امن وآشتی اور اطاعت گزار ہونا جبکہ اصطلاح میں اسلام سے مراد یہ عقیدہ رکھنا ہے کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ محمد ﷺ اللہ تعالی کے آخری نبی ورسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سارے احکامات نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق بجالانا۔

اسی طرح ایک تعریف یہ بھی کی گئی ہے کہ "اللہ تعالی کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی طرف بھیجا ہوا نظامِ زندگی ہے جس کا آئین قرآن حکیم ہے اس پر مکمل ایمان اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اس کے مطابق زندگی بسر کرنا اسلام ہے"۔[26]

اللہ تعالی نے دنیا میں انسان کو انسان سے باہمی ربط دے کر ایک دوسرے کی ضرورت بنایا ہے بعض دینی اور دنیاوی معاملات میں بسا اوقات ایسی صورتیں بھی پیش آتی ہیں کہ صاحبِ معاملہ کسی پر کسی چیز کے حق ہونے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن تنہا اس کے اقرار یا دعوے یا بیان کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا اس لئے نہیں کہ وہ ناقابل اعتبار ہے بلکہ اسلئے کہ محض دعوے اور بیان کی رُو سے کسی کی بھی چیز پر حق ثابت ہو جایا کرے تو دنیا سے امن اٹھ جاتا ہے اور لوگوں کا جینا دوبھر ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اپنے کسی حق

کو ثابت کرنے کے لئے حاکم کی مجلس میں ایسے اشخاص کو پیش کرے جو اس کے دعوے کی تصدیق کریں جسے شہادت یا گواہی کہا جاتا ہے۔

لغوی معنی: شہادت لغت میں خبر قاطع یعنی یقینی خبر کو کہتے ہیں۔

امام اللغویین نے قاموس المحیط میں شہادت کو خبر قاطع کہا ہے۔

شہادت عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ "ش ،ہ ،د" سے مرکب ہے اس کے معنی حاضر ہونا، موجود ہونااور دیکھ لینا ہے[27]۔

اصطلاحی تعریف : جبکہ اصطلاح میں شہادت سے مراد وہ سچی خبر ہے جو عدالت میں گواہی کے طور پر دی جائے۔ بقول علامہ ابن نجیمؒ اس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی چیز یا واقعہ کے بارے میں اپنے مشاہدے اور معلومات کے مطابق خبر دی جائے۔ محض ظن ، تخمینہ، اندازہ یا گمان کی بناپر کہی جانے والی بات شہادت نہیں کہلاتی۔

علامہ شامی نے شہادت کی تعریف یوں کی ہے۔ "عدالت میں لفظ گواہی کی تخصیص کے ساتھ حق ثابت کرنے کے لئے سچی خبر دینے کو شہادت کہتے ہیں"[28]۔

عورت کی گواہی کی مشروعیت:

اللہ تعالیٰ نے شہادت کو حقوق کی حفاظت کے لئے جائز قرار دیا ہے۔ شہادت ہی کے ذریعے اکثر دعوؤں کا اثبات ہوتا ہے۔ لہٰذا شہادت کو اثبات حق کے لئے ایک آلہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جس میں ماسوائے بعض مقدمات کوئی جنسی تفریق نہیں کی گئی ہے لہٰذا عورت کی گواہی کے مشروعیّت ادلۃ الشرعیّہ یعنی قران، سنت اور اجماع و قیاس سب سے ثابت ہے۔

1 : اثبات الشہادۃ من القرآن: شہادت کے حوالے سے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے:

"وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ"[29]۔

"ترجمہ: اور مقرر کرو اپنوں میں سے دو مرد گواہ۔ اگر مرد نہ ہوں تو پھر ایک مرد اور دو عورتیں گواہ کرلو ان میں سے جو تمہیں پسند ہو"۔

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہے" وَّاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ "[30]۔ "ترجمہ: اور گواہ مقرر کرو تم میں سے دو معتبر"

2 : اثبات الشہادۃ من الحدیث: امام البیہقی نے نقل فرمایا ہے۔"البّینة على المدعى واليمين على من انكر،"ترجمہ: گواہ پیش کرنا مدعی پر ہے اور منکر کے لئے قسم ہے"[31]۔

ایک اور جگہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے" اليس شهادة المراة مثل نصف شهادة الرجل؟"[32]۔

ترجمہ: کیا عورت کی شہادت مرد کے مقابلے میں آدھی نہیں ہے؟۔

3 : تعامل صحابہ: عہد رسول اللہ ﷺ سے لیکر آج تک تمام امت مسلمہ کا بلا کسی اختلاف، عورت کی گواہی کی مشروعیت پر اتفاق رہا ہے اور استدلال میں درج بالا آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ اور مندرجہ ذیل اقوال و حکایات پیش کرتے ہیں۔ مثلاً:

1: حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے میں " ایک نشئی نے ،اپنی ،بیوی کو تین طلاقیں دیں ۔اس پر چار

عورتوں نے گواہی دی۔ تو آپؐ نے عورتوں کی گواہی قبول فرمائی اور زوجین کے درمیان تفریق کا حکم دیا۔

2: سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے قتل کے ایک مقدمے میں بھی خواتین کی گواہی پر تنفیذ دیت ثابت ہے۔

3: اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کم و بیش دو ہزار دو سو دس (2210) احادیث مروی ہیں۔ جو صرف ان کی اکیلی شہادت کی بدولت مستند ہیں۔

4: رضاعت کے ایک مقدمے میں ایک عورت نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اس نے میاں اور بیوی کی حیثیت سے رہنے والے ایک جوڑے کو دودھ پلایا ہے، آپ ﷺ نے میاں بیوی یعنی عقبہ رضی اللہ عنہ اور غنیہ بنت ابی اھاب کے درمیان تفریق کا حکم دیا حالانکہ رضاعت کے بارے میں خبر دینے والی عورت اکیلی تھی۔

5: اسی طرح آپ ﷺ نے زنا بالجبر کے ایک مقدمہ، جس میں ملزم اپنے جرم سے انکاری تھا، متاثرہ خاتون کے بیان پر انحصار کرتے ہوئے ملزم کو رجم کرنے کا حکم دے دیا۔

درج بالا اقوال اس بات کی دلیل ہیں کہ عورت اصلاً گواہی دینے کی اہلیت رکھتی ہے اور ہر معاملے میں گواہی دے سکتی ہے اور یہ عقل و قیاس کا تقاضا بھی ہے کہ ہر طرح کے معاملے میں عورت کی گواہی قبول کی جائے، الّا یہ کہ کسی معاملے میں اس کے برعکس دلیل پائی جائے۔ اور یہی تعامل سلف ہے۔

عورت کی گواہی بڑی اہمیت کی حامل ہے اور خواتین سے متعلق امور میں اور بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ ان معاملات میں عورت کی گواہی کے بغیر چارہ ہی نہیں ہوتا۔ اس میں عورت کے بغیر کوئی اور گواہ بن نہیں سکتا۔ مثلاً بعض عیوب النساء، ولادت بکارت ثیابت استھلال وغیرہ۔

درج بالا معاملات میں ایک عورت کی گواہی ایک مرد کے برابر تصور کی جائے گی۔ اور جب وہ گواہی دینے عدالت آجائیں تو ساتھ دوسری خاتون بھی ہوتا کہ اگر وہ عورت بھول جاتی ہے تو دوسری عورت اس کا سہارا بن کر یاد دلائے گی۔ گویا کہ یہ دوسری خاتون گواہی دینے کے لئے نہیں بلکہ وہ گواہی دینے والی عورت کی معاون ہوگی۔ شریعت مطہرہ میں یہ عورتوں کو گواہی ریکارڈ کراتے وقت ایک غیر معمولی رعایت ہے ورنہ انصاف و قانون کا عام طریقہ یہ ہے کہ اگر ایک گواہ اپنے بیان میں الجھ جائے یا کچھ چیز بھول جائے تو اس کی گواہی نہایت کمزور تصور کی جاتی ہے۔ اور گواہی کے دوران اسے کسی اور گواہ سے مدد لینے کی اجازت نہیں ہوتی۔ لیکن خواتین کو اجازت ہے کہ وہ اگر عدالت کے سامنے مضطرب ہو جاتی ہیں تو دوسری خاتون گواہ سے مشورہ کر سکتی ہے۔ جبکہ دنیا کی دیگر نظامہائے قوانین عورت کو ایسی کوئی سہولت فراہم نہیں کرتے۔ وہ عورت کو بس عدالت میں لا کھڑا کرتے ہیں پھر سوال و جواب، وکلاء کے تند و تیز سوالات کے سامنے کرنے میں قانون ان کی کوئی مدد نہیں کرتا۔

خواتین سے متعلق معاملات میں عورت کی گواہی کی حیثیت

تمام فقہاء امت اسلامیہ اس بات پر متفق ہیں کہ عورتوں کی گواہی ان معاملات میں بلا چون وچرا قبول ہوگی جن پر ان کے علاوہ کسی اور کو اطلاع نہیں ہو سکتی۔ احناف کے نزدیک یہ عام طور پر وہ امور ہوتے ہیں جو مردوں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ جن کی طرف مردوں کا دیکھنا جائز نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس میں مرد کی گواہی قبول نہیں ہوگی۔

احناف اور حنابلہ دونوں کے نزدیک ان میں دو عورتوں کی شہادت اگرچہ بہتر ہے لیکن ایک آزاد مسلمان عورت کی گواہی بھی کافی ہوتی ہے۔ عورتوں کے پوشیدہ امور یہ ہیں جیسے: بکارت، حمل، ولادت، استہلال، حیض، نفاس وغیرہ۔ مثلاً کسی

عورت کے حاملہ ہونے نہ ہونے کی گواہی عورت ہی دے سکتی ہے۔ وضع حمل کے وقت بچہ زندہ پیدا ہوا اور پیدا ہوتے ہی مر گیا یا مردہ ہی پیدا ہوا تھا۔ یہ سبھی عورت کی ایک گواہی کے ذریعے معلوم ہو سکتا ہے۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے: " شهادة النسآء جائزة فيما لا يستطيع الرجال النظر فيه"[33]۔

ترجمہ: عورتوں کی شہادت جائز ہے ان چیزوں میں جن کی طرف مرد نگاہ نہیں کر سکتے۔

مذاہب ثلاثہ میں عورت کی حیثیت اور گواہی: تینوں مذہب سامی ہونے کی وجہ سے بہت سے احکام و مسائل میں باہمی موافقت جبکہ چند ایک میں افتراق رکھتے ہیں۔ ادیانِ ثلاثہ اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مرد و زن، حضرت آدمؑ اور پھر ان سے حضرت حواؑ کو پیدا کیا۔ یہودیت اور عیسایئت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ و حوا کو ایک قسم کا پھل کھانے سے منع فرمایا، لیکن سانپ نے حوا کو وسوسہ ڈالا کہ اس پھل کو کھالیں اور پھر حوا نے حضرت آدم کو اس پھل کھانے کا وسوسہ دیا۔ اور جب اللہ نے آدم کو اس پھل کھانے پر ملامت کی تو انہوں نے تمام غلطیوں کی بنیاد حوا کو قرار دیا کہ انہوں نے مجھے پھل کھانے پر اکسایا ہے۔

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مرد و زن کو پیدا کیا اور ممنوعہ درخت سے پھل کھانے پر جنت سے نکالا، تینوں مذاہب میں اتفاق ہے لیکن پھر یہاں سے اسلام، یہودیت اور عیسائیت میں عورت کی حیثیت کے حوالے سے اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ درج بالا کہانی کے حوالے قرآن اور بائبل میں بنیادی جوہری فرق پایا جاتا ہے۔ انجیل نے اخراج جنت کا گناہ و ذمہ داری صرف حوا پر ڈالی ہے جبکہ قران مجید میں کہیں بھی یہ نہیں ہے کہ آدمؑ نے حوا کو یا حوا نے آدم کو پھل یا درخت سے کھانے پر اکسایا۔ ارشاد قرآنیہ کے مطابق حوا نے آدم کو نہ گمراہ کیا ہے اور نہ پھسلایا ہے۔ بلکہ دونوں سے غلطی ہو گئی اور دونوں نے معافی مانگی اور اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا ہے۔

یہیں سے تینوں مذاہب کے درمیان عورت کی حیثیت کی حوالے سے اختلاف شروع ہو جاتا ہے۔ اسلام نے عورت کو مرد کے برابر اہمیت دی۔

اس طرح برابر کی ذمہ داریوں کی طرف ایک دوسری جگہ پر قرآن نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝[34]

"اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کی مددگار ہیں۔ سکھلاتے ہیں نیک بات اور منع کرتے ہیں بری بات سے اور قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور حکم پر چلتے ہیں اللہ کے اور اس کے رسول کے وہی لوگ ہیں جن پر رحم کرے گا اللہ۔ بیشک اللہ زبردست ہے حکمت والا"۔

ارشاد ربانیؒ ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝[35]

ترجمہ: جس نے کی بھلائی سو اپنے واسطے اور جس نے کی برائی سو وہ بھی اسی پر اور تیرا رب ایسا نہیں کہ ظلم کرے بندوں پر۔

آگے سورت غافر میں ارشاد ہے:

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝[36]

جس نے برائی کی تو اس کا بدلہ اسکے بدلہ پائے گا اس کے برابر اور جس نے کی بھلائی مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکھتا ہو سو وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے اوراس میں ان کو فراخ رزق دیا جائیگا۔

درج بالا آیات اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ اسلامی تعلیمات کی رُو سے مرد و زن مساوی اہلیت الوجوب و اہلیت الاداء رکھتے ہیں اسلام نے مرد و زن کو یکساں حقوق دیئے ہیں۔اور دونوں کو یکساں ذمہ دار بنایا ہے اور نیکی کا حکم دیا ہے دونوں قابل اعتماد ہے۔جبکہ یہودیت میں اسلام کے برعکس عورت کو ناپاک سمجھا جاتا ہے۔مثلاً وہ زمانہ جس میں عورت نجس رہتی ہے وہ بچی کی پیدائش پر دو ہفتے اور بچے کی پیدائش پر ایک ہفتہ ہوتا ہے۔یعنی بچی کی پیدائش پر ماں زیادہ ناپاک ہوتی ہے تو نجاست کا دورانیہ بھی بڑھ جاتا ہے۔

اسلام نے عورت کو بہت عزت دی ہے اور تخلیق مرد و زن بمطابق منشا ایزدی ہوتا ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:
"لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ۝"[37]۔

آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے، جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے بخشتا ہے۔

اسلام نے عورت کو بہت اونچا مقام دیا ہے یہاں تک کہ اپنے شوہر کے خلاف شکایت رسول اکرم ﷺ کے پاس بھی لے جا سکتی ہے۔جیسا کہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے اپنی شوہر کے خلاف نبی مہربان ﷺ کے پاس شکایت لے کر گئیں اور اس شکایت پر وہ مجرم بھی نہ ٹھہریں۔بلکہ ان کی شکایت اللہ تعالی نے آسمان پر سن کر فیصلہ فرمایا اور ارشاد ہوا:
قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا[38]

بیشک اللہ تعالی اس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے بارے میں آپ ﷺ سے مجادلہ کرتی تھی"۔

نتائج بحث

مذکورہ بحث سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

1: تمام قضایائے عالم میں گواہ اور گواہی کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔

2: عورت کی گواہی تینوں مذاہب کے ماخذ اصلیہ سے ثابت ہے۔

3: اصلاً عورت گواہی دینے کی اہلیت رکھتی ہے اور گواہ بن سکتی ہے۔

4: دیوانی، فوجداری، مدنی، عائلی نیز ہر معاملے میں عورت کی گواہی قابل قبول ہے۔

5: مالی معاملات میں عورت کی گواہی مرد کے برابر ہے۔

6: خواتین سے متعلق امور میں عورت کے بغیر کوئی اور گواہ نہیں بن سکتا۔

7: عورتوں کے پوشیدہ مسائل میں ایک عورت کی گواہی بھی تصفیہ کے لئے کافی اور قابل قبول ہوتی ہے۔

8: نصوص عن الشادۃ النسآء فی المذہب الثلاثۃ کی روشنی میں عورت صرف مرد کے تابع محض نہیں۔بلکہ وہ ہر لحاظ سے اپنا علیحدہ وجود، حیثیت اور شخصیت رکھتی ہے۔

9: اسلام نے عورت کو گواہی ریکارڈ کراتے وقت ایک غیر معمول رعایت دی ہے۔

10: اسلام پر کیے جانے والے اعتراضات میں سے عورت کی گواہی مرد کے برابر تسلیم نہ کرنے کا اعتراض کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

[1] خروج ۱: ۱۴-۱۳ اور ۲: ۱، مکتبہ عناویم پاکستان، سادھوکے گوجرانوالہ: سن ۲۰۱۱۔
Exodus, 01:13-14 & 02:01, (Maktabat 'nāwīm Pākistān, Sādhū kay Gujranwālā, 2011ac)

[2] تثنیہ شرع ۲۲: ۲۹-۲۸
Deuteronomy, 22:28-29

[3] استثناء ۲۴: ۲-۱
Deuteronomy, 24: 1-2

[4] *Cyrus Adler, Jewish Encyclopedia, KTAV Publishing House USA, Volume-V Page.277*

[5] تالمود، ایچ پولانو، سادھوکے گوجرانوالہ: مکتبہ عناویم پاکستان، سن ۲۰۰۳م) ج: ۱، ص: ۱۷۶
Tālmūd, H.Pūlānū, Sādhū kay Gujranwālā,(Maktabat 'nāwīm Pākistān, 2003ac), Vol:01,p:176

[6] گنتی (عدد) ۳۵: ۳۰
Numbers,35:30

[7] استثنا۱۹: ۱۵
Deuteronomy, 19: 15

[8] ایچ پولانو، تالمود، (سادھوکے گوجرانوالہ، پاکستان: مکتبہ عناویم، سن ۲۰۰۳م) ج: ۱، ص: ۲۲۰
H.Polānū, Tālmūd, Sādhū kay Gujranawāla, (Pākistān: Maktabat 'nāwīm, 2003ac), Vol:01,p:220

[9] تنویر بخاری، شریعت موسوی، سادھوکے گوجرانوالہ (مکتبہ عناویم پاکستان, سن ۲۰۰۷م) ج: ۱، ص: ۲۲۱
Tanwīr Bukhārī, Sharī'at Mūsawī, Sādhū kay Gujranawāla, (Pākistān: Maktabat 'nāwīm,2007ac), Vol:01,p:221

[10] ایچ پولانو، تالمود، (سادھوکے گوجرانوالہ، پاکستان: مکتبہ عناویم، سن ۲۰۰۳م) ج: ۱، ص: ۲۲۰
H.Polānū, Tālmūd, Sādhū kay Gujranawāla, (Pākistān: Maktabat 'nāwīm, 2003ac), Vol:01,p:220

[11] ولیم میکڈونلڈ، تفسیر الکتاب استثنا، (۳۶ فیروز پور روڈ لاہور: مسیحی اشاعت خانہ سن ۲۰۱۳م) ج: ۱، ص: ۳۱۷
Williom Macdonald, Tafsīr al-Kitāb Deuteronomy,(Lāhore: 36 Ferūz Pūr Road Lāhore,Masīḥī Ishā'at Khānah, 2013ac), Vol:01,p:317

[12] تنویر بخاری، شریعت موسوی، سادھوکے گوجرانوالہ (مکتبہ عناویم پاکستان, سن ۲۰۰۷م) ج: ۱، ص: ۲۲۱
Tanwīr Bukhārī, Sharī'at Mūsawī, Sādhū kay Gujranawāla, (Pākistān: Maktabat 'nāwīm,2007ac), Vol:01,p:221

[13] *James MA Teller, The American People's Encyclopedia,(America: Chicago university Printing Press, 1960) vol.5, P.435*

[14] اینڈریو بل، انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا، عیسائیت، ، نیو یارک امریکہ: دائرہ المعارف بریطانیکا انکارپوریشن، سن ۲۰۱۰، ج: ۵ ص: ۶۹۳
Endreobal, Encyclopedia of Britannica, 'ysā,iyyat, New York Amrica, (Dā,rat al-M'ārif Batānica Incorporation,2010ac), Vol:05,P:693

[15] کلام مقدس: عہد نامہ قدیم وجدید، کاتھولک بائیبل کمیشن پاکستان لاہور، سن اشاعت، ۲۰۱۱ء
Bible, Old & New Testament, (Pākistān: Kātholuck Bible Comission, Lāhore,2011ac)

[16] لیوس مور، انسائیکلوپیڈیا آف ریلجن اینڈا تھیکس، مزنگ لاہور: الناشر نگارشات، سن ۲۰۱۴، ج: ۳، ص: ۵۸۱
Lios Mour, Encyclopedia of Religion and Ethics, Mazang Lāhore, (Nigārshāt, 2014ac), Vol:03,p:581

[17] اعمال ۴: ۱۳

Acts, 4: 13

[18] گنتی (عدد) ۳۵: ۳۰

Numbers,35:30

[19] استثنا۱۹: ۱۵

Deuteronomy, 19: 15

[20] مقدس متی ۵: ۱۸-۱۷

Matthew,5:17-18

[21] ایف ایس خیر اللہ، اقاموس الکتاب، لاہور: مطبوعہ مسیحی اشاعت خانہ فیروز پور روڈ لاہور، ۲۰۰۷، باب ۷، ص: ۱۲۱
F.S Khyr Allāh, Qāmūs al-Kitāb, (Lāhore: Masīḥī Ishā'at Khānat Ferodh Pūr Roead,2007ac), Bāb:07,P:121

[22] احبار ۲۰: ۱۵

Leviticus, 20:15

[23] خروج: ۲۰ : ۱۹

Exodus, 20:19

[24] ایچ پولانو، تالمود، (سادھوکے گوجرانوالہ، پاکستان: مکتبہ عناویم، سن ۲۰۰۳م) ج: ۱، ص: ۲۲۰
H.Polānū, Tālmūd, Sādhū kay Gujranawāla, (Pākistān: Maktabat 'nāwīm, 2003ac), Vol:01,p:220

[25] *: Sal Vance Jacob, The Christian Family Laws in Pakistan (Lahore: Fahad Law House 2017), p: 61*

[26] لیوس مور، انسائیکلوپیڈیا آف ریلجن اینڈا تھیکس، مزنگ لاہور: الناشر نگارشات، سن ۲۰۱۴، ج: ۳، ص: ۵۸۱
Lios Mour, Encyclopedia of Religion and Ethics, Mazang Lāhore, (Nigārshāt, 2014ac), Vol:03,p:581

[27] ابن منظور الافریقی ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکتوم: لسان العرب (بیروت لبنان: طبع دار احیاء التراث العربی، سنہء ۱۹۵۵م) ج: ۳ ص: ۲۳۹
Ibn-e-Manẓūr, Jamāl al-Dīn Muḥammad bin Maktūm, Lisān al-'rab, (Beriūt: Dār Iḥyā, al-Kutub Al-'arabiyyat, 1955ac),Vol:03,p:239

[28] محمد امین ابن عابدین الشامی، ردالختار علی درالختار الشہیر بالشامی (دمشق شام: الناشر، عالم الکتب، سن ۲۰۰۳م) ج: ۴، ص: ۴۱۱
Muḥammad Amīn bin 'ābdīn al-Shāmī, Rad al-Muḥtār 'lā Dur al-Mukhtār, (Damascus: 'ālm al-Kutub, 2003ac), Vol:04,p:411

[29] البقرۃ ۲: ۲۸۲

Al-Baqarat, Verse:282

[30] الطلاق : ۲

Al-Ṭalāq, Verse:2

[31] ابو عبداللہ محمد بن ااسماعیل بن مغیرہ البخار، الجامع الصحیح البخاری (لاہور: مکتبۃ رحمانیہ، سن ۱۹۹۲م) ج: ۳، ص: ۲۸

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Ṣaḥīḥ Bukhārī, (Lāhore: Maktabat Raḥmāniyat, 1992ac), Vol:03,p:28

[32] محمد بن اسماعیل بن مغیرہ، ابو عبداللہ البخار، الجامع الصحیح البخاری کتاب الشادات باب شہادۃ النساء (لاہور: مکتبۃ محمودیہ، سن ۱۹۹۲م)

ج: ۲، ص: ۳۶۳

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Ṣaḥīḥ Bukhārī,Kitāb al-Shahādāt Bāb Shahādat al-Nisā,, (Lāhore: Maktabat Raḥmāniyat, 1992ac), Vol:02,p:363

[33] حافظ ابو بکر ابن ابی شیبہ، الکتاب المصنف فی الاحادیث والاثار، کتاب البیوع والاقضیہ، باب ما تجوز فیہ شہادۃ النساء (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، سن ۲۰۱۷م) ج:۶، ص: ۱۸۶،/ کتاب مجلۃ الاحکام العدلیہ دفعہ ۲۱۶۰، ۲۱۶۲ ص: ۶۶۵

Ḥafiẓ Abū Bakar bin Abī Shybat, Al-Muṣannaf fī al-Aḥādīth wa al-Athār, Kitāb al-Boyū' wa al-Aqḍiyyat, Bāb Mā Tajūzo fīhy Shahādat al-Nisā,, (Lāhore: Maktabt Raḥmāniyyat, 2017ac), Vol:01,p:186 / Kitāb Majllat Al-Aḥkām al-'dliyyat, Daf'at, 2160-2162, p:665

[34] التوبۃ:۷۱

Al-Tawbat, Verse:71

[35] السجدہ:۴۶

Al-Sajdat, Verse:46

[36] الغافر:۴۰

Al-Ghāfir, Verse:40

[37] الشوری: ۴۹

Al-Shūrā, Verse: 49

[38] المجادلہ :۱

Al-Mujādalat, Verse:01